ابوسفیان تائب رحاصل پور

ہادئ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت

ٹامس کارلائل کی مشہور تصنیف "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" سے چند اقتباسات

مسیحی مصنف کا کھلا اعترافِ حقیقت

وجہ تخلیقِ کائنات ، رحمۃ للعٰلمین ، خاتم النبیین وخاتم المعصومین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر عالم رنگ وبو میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ نے بنی نوعِ انسان کو امن وآشتی اور فلاحِ دارین کا دائمی پیغام دیا۔ جبر واستبداد کے خونی پنجوں میں [illegible] سسکتی وبلکتی انسانیت کو سکھ کا سانس نصیب ہوا۔

محسنِ انسانیت کفر وضلالت کی سیاہ رات میں سپیدۂ سحر بن کر نمودار ہوئے اور آپ کی ردائے رحمت نے ابرِ کرم بن کر پورے عالم کو اپنے سایۂ عافیت سے ڈھانپ لیا۔ آپ قیامت تک کے لئے رحمت بن کر آتے۔ کائنات کے ذرّے ذرّے نے محبوبِ خدا کی عظمتوں کا اعتراف کر لیا اور ہر مخلوق نے آپ کے سامنے جبینِ نیاز جھکائی۔ خدائے ذوالجلال نے آپ کا ذکر قیامت تک کے لئے بلند فرما دیا ——— وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ———

ابوجہل لعین قرابت دار ہوتے ہوئے بھی آپ کے دامنِ رحمت سے وابستہ نہ ہوا تو خدا نے ابوجہل کے بیٹے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو حضور کے قدموں میں ڈال دیا۔ طائف کے سرداروں نے اگر یتیم مکہ کا مذاق اڑایا تو خدا نے ان کی نسلوں کو پیغمبر کی اطاعت کے لئے چن لیا۔ شفیق چچا ابوطالب اگر ایمان سے محروم رہے تو خالقِ ارض وسما نے اولادِ ابوطالب کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کے ستارے بنا دیا۔ دنیا اور آخرت میں عزت وعظمت، کامیابی اور بھلائی دارالاستہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

والا راستہ ہے۔ آج سوا چودہ سو برس بعد بھی یورپی اقوام نے اپنی مادی ترقی کا راز اسلامی فکر سے ہی مستعار لیا ہے۔ فرانس اور اکرمیا (روس) کا انقلاب بھی اسلامی اخوت و مساوات کے نعروں کا محتاج ہے۔ تثلیث کے پجاریوں نے بھی پاپائیت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرکے لوتھر اور کالون کی قیادت میں اسلامی تعلیمات ہی کو عیسائیت کا جامہ پہنایا۔ بہت سے مغربی مؤرخین نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھے رکھی اور وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم پاکیزہ اور نورانی شخصیت کو سمجھنے سے قاصر رہے ۔ پرانیڈیو اور گرونشس کی متعصبانہ نگاہیں اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمس و قمر سے بھی زیادہ منور ذات والاصفات سے روشنی حاصل نہ کرسکیں تو ٹامس کارلائل کی نگاہیں انوارِ رسالت سے چمک اٹھیں اور اس نے رحمتِ دو عالم کی عظمتوں اور رفعتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی جبینِ نیاز محبوبِ خدا کے سامنے جھکا دی۔ عیسائیت پر قائم رہتے ہوئے عیسائیت کا مبلغ ٹامس کارلائل تاجدارِ دو عالم کے حضور کچھ اس انداز سے عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے کہ اس کی تحریر پڑھ کر ہر مسلمان کی روح فرحت و انبساط سے جھوم اٹھتی ہے۔ مسیحیت کے اتنے بڑے معتقد اور اپنی قومی روایات کے اتنے بڑے پرستار کا ایک غیر مذہب اور غیر قوم کے پیغمبر کی روحانی عظمتوں کا سچا اور بے لاگ اعتراف دراصل ٹامس کارلائل کے معیارِ حق شناسی اور اس کے اخلاصِ قلب کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ کارلائل کی عظمت یہ ہے کہ اس میں اعترافِ حق کا حوصلہ ہے۔ اس نے داعیٔ اسلام پر عیسائیوں کے بعض بے جا اعتراضات کا جواب دے کر انتہائی خلوص و دردمندی سے پیغمبر آخر الزماں کا دفاع کیا ہے۔ کارلائل بقول کامپٹن رکٹ ایک مذہبی نقاد ہے جو بڑی شخصیتوں کے ساتھ اندھی عقیدت کا قائل نہیں۔ اس کا مسلک اور اس کا منتہا ایک سچی اور بے لاگ تحقیق ہے۔ اس لئے اس کی صداقت پسندی اور حق آگاہی قابلِ قدر ہے۔ گو کارلائل نے کچھ ایسی باتیں بھی لکھ دی ہیں جو کہ اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف ہیں لیکن اس کے باوجود حق و صداقت کی جستجو میں سرگرداں کارلائل جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے طلسمی اثر میں اسیر ہوتا ہے اس کا اندازہ آپ کارلائل کی شہرۂ آفاق کتاب "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" کے اقتباسات سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔ وہ کچھ اس انداز سے رقمطراز ہے۔ جیسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہو۔ اعلانِ نبوت سے پہلے ہادیٔ برحق کی ابتدائی زندگی کے بارے میں کارلائل لکھتا ہے :-

"کالی آنکھوں والا صحرا کا یہ سپوت دنیاوی خواہشات کا غلام نہیں بنا ۔ اس کا مقصد کچھ اور تھا ۔ یہ وہ عظیم ہستی تھی جس میں خلوص کے سوا کوئی اور جذبہ تھا ہی نہیں ۔ فطرت نے خود اس کو خلوص کا سبق دینے کے لئے مقرر کیا تھا ۔ وہ ان لوگوں میں سے نہ تھا جو دوسروں کے علم سے استفادہ کرتے ہیں ۔ وہ اپنی ذات میں تنہا کائنات کی سچائیوں کو اپنی روح میں جذب کئے ہوئے تھا ۔ فطرت کی ہیبت ناکیاں اور حیرت انگیزیاں روزِ روشن کی طرح اس پر عیاں تھیں ۔ سنی سنائی باتیں ان کو اس سے چھپا نہ سکتی تھیں ۔ یہ جذبہ خدائی جذبہ تھا دنیاوی نہ تھا ۔ اس کی آواز فطرت کے دل کی آواز تھی ۔ خلقِ خدا اس آواز سے اغماض نہ برت سکتی تھی اس آواز کے مقابلہ میں تمام آوازیں ہیچ تھیں ۔ نعرہ حق بلند کرنے سے پہلے کئی ماہ و سال غارِ حرا میں گذر چکے تھے ۔ جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چین روح اپنے آپ سے سوالات پوچھتی رہی ..... میں کیا ہوں ــــ؟ یہ مہیب اور وسیع کائنات کیا ہے ؟ زندگی کیا ہے ؟ موت کیا ہے ؟ ایمان کس پر لایا جائے ؟ مجھے کیا کرنا چاہئے ؟ غارِ حرا کے پتھروں نے اس کا جواب نہیں دیا ۔ چاند اور ستاروں نے بھی خاموشی اختیار کئے رکھی ۔ اس کا جواب اپنی ہی روح کی گہرائیوں سے مل سکتا تھا ۔ لیکن !! خدا کی مدد کے بغیر نہیں ۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہر ذی روح کو اپنے آپ سے پوچھنی چاہییں ۔ ان باتوں کا جواب یونان کے فلسفہ میں نہ تھا ، یہودیوں کی بے ربط روایات میں نہ تھا اور نہ ہی مکہ کے بت پرستوں کے پاس تھا ۔"

آپ کے دعوئ نبوت پر مسیحی مصنف کے اعتراض کے جواب میں کارلائل کہتا ہے ــ !!

آپ کہتے ہیں ہوسِ اقتدار تھی ــ ؟ میں کہتا ہوں تمام عرب اس شخص کو کیا دے سکتا تھا ؟ کیا ایران اور یونان کے تاج اس کی روح کو تسکین پہنچا سکتے تھے ــ ؟ نہیں ــ کوئی نہیں ۔ وہ اپنے سوالات کے جواب زمین والوں سے نہیں مانگتا تھا بلکہ اس کا مخاطب آسمان تھا ۔ زمین کی بادشاہتیں چند سالوں کے بعد کہاں ہوں گی ــ؟ ہمیں لازم ہے کہ ہوسِ اقتدار کے الزام سے باز آ جائیں یہ ناقابلِ یقین ہے بلکہ ناقابلِ برداشت ....!

ماہ رمضان میں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم تنہائی میں بیٹھا کرتے تھے، یہ عرب میں عام رسم تھی اور اچھی رسم تھی اور محمدؐ کی طبیعت کے عین مطابق تھی۔ محمدؐ جب چالیسویں سال میں تھے اور حرا کی پہاڑی کے ایک غار میں مراقبے میں تھے تو ماہِ رمضان میں ایک روز خدیجہؓ کو بتایا کہ قدرت کاملہ نے ان کو راہِ ہدایت دکھا دی ہے۔ بتوں کی پوجا اور مروّجہ توہمات سب گمراہی ہیں۔ خدا ایک ہے اور وہ سب سے بڑا ہے وہ حقیقت ہے باقی سب وہم و گمان ہے۔ اس نے سب کو بنایا اور وہی سب کا پالنے والا ہے تمام کائنات اسی ذات کی مظہر ہے۔ ہمیں خدا کے حکم پر سرِ تسلیم خم کر دینا چاہیئے اور اسی کا نام ہے "اسلام" ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ خدا کے آگے جھک جائیں اور چون و چرا نہ کریں۔ راضی برضا رہنا ہی اخلاقیات بلکہ عقل و فہم کا سب سے بلند درجہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے بہتر اخلاقیت کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سچا اور سیدھا راستہ کامیابی کا راستہ اس شخص کا ہے جو خالق حقیقی کے راستہ پر چلے۔ دنیاوی منفعت اور نقصان، عارضی مفادات کی طرف دھیان، سطحی اصولوں کی طرف میلان اس کا مطمحِ نظر نہ ہو۔ مرکزِ کائنات کی طرف اس کا رخ متعیّن ہو چکا ہو۔ اور اس کے سوا اس کو کہیں فلاح نظر نہ آتی ہو۔ یہی اسلام کی روح ہے۔ اسلام درحقیقت اپنے آپ کو فنا کر دینے کا نام ہے اور یہ سب سے اعلیٰ بصیرت ہے جو خدا کی طرف سے انسان کو دی گئی ہے اس عرب کی روح کو اسی بصیرت کی روشنی نے جگمگایا تھا۔ حرا کے اندھیرے میں اچانک سچائی کی چکا چوند روشنی جس کو محمدؐ نے وحی اور جبریل کا نام دیا۔ ہم میں سے کون ہے جو اس روشنی کی ماہیّت کو سمجھ سکتا ہے یا بیان کر سکتا ہے۔؟ خدا کی مدد کے بغیر روح کی تاریکی دور نہیں ہوا کرتی۔ سچائی کے قلب تک رسائی پیدا کرنا باطنی علم ہے عقل اس علم کے آگے لاچار ہے۔ اگر باطنی علم موتی ہے تو عقل اس کے سامنے یوں ہے جیسے پانی کی سطح پر بلبلا۔

کیا یقین کی پختگی معجزہ نہیں۔؟ ناولس کہتا ہے کہ پختگیٔ ایمان محمدؐ کی روح میں اس طرح کارفرما تھی جیسے بھڑکتی ہوئی آگ۔ اور یہ سچ ہے قدرت نے محمدؐ کی روح کو

اندھیروں سے نکالا اور سچائی کا نور عطا کیا۔ موت سے چھڑایا اور زندگی عطا کی۔ اس سچائی کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا محمدؐ کا فرض عین تھا اور اسی سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ محمدؐ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کیا مطلب ہے اور یہ کلمۂ حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

اسلام پر لگائے جانے والے ایک مشہور الزام کے جواب میں کار لائل لکھتا ہے:

اس بات کا بہت چرچا کیا گیا ہے کہ محمدؐ نے اپنا دین تلوار کے زور سے پھیلایا۔ یہ درست ہے کہ عیسائی مذہب کا پرچار بہت پرامن طریق سے ہوا۔ لیکن اگر آپ اس بات کو کسی مذہب کے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار بنائیں تو یہ بات غلط ہے۔ تلوار کہاں سے آئے گی ؟ جب بھی کوئی نظریہ دنیا میں پیش کیا جاتا ہے تو اس کو پیش کرنے والا ساری دنیا کے مقابلہ میں تن تنہا ہوتا ہے۔ صرف اسی ایک داعی کے سر میں اس نظریے کا سودا سمایا ہوا ہوتا ہے۔ کیا وہ واحد شخص تلوار کے زور سے اس نظریے کو منوا سکتا ہے ؟ جب تک یہ نظریہ ذہنوں میں جاگزیں نہ ہو جائے ! تلوار کہاں سے آئے گی ؟

عیسائیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان طرازی کی تھی کہ نعوذ باللہ محمدؐ ایک جعلساز اور شعبدہ باز انسان ہیں۔ کار لائل نے اس ہرزہ سرائی کا جواب بڑی دردمندی کے ساتھ اور ڈرامائی انداز میں دیا ہے۔

"جعلساز اور شعبدہ باز ؟ نہیں ..... !! ہرگز نہیں۔ یہ الوہیت کی آگ سے مشتعل ابلتا ہوا اور اپنے اندر دینی جوش سے پیچ و تاب کھاتا ہوا عظیم دل جو خیالات کے ایک عظیم آتش دان کی مانند تھا کبھی بھی ایک شعبدہ باز نہیں ہو سکتا۔ وہ حضورؐ کو کاذب بتانے والے لوگ ...... ! انکار اور تشکیک کے عہد کی پیداوار ہیں، وہ افسوسناک ترین روحانی فالج کا شکار ہیں۔ محض انسانی روح کی حیاتِ مُردہ۔ محمدؐ کے متعلق آپ کچھ بھی کہیں لیکن آپ قطعاً نہیں کہہ سکتے کہ وہ نفسانی خواہشات رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص ایسا خیال کرتا ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ آپ نفسانی خواہشات کہتے ہیں ؟ میں کہتا ہوں کہ دنیاوی خواہشات نام کی کوئی چیز بھی ان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ ان کے گھر کا

ماحول نہایت سادہ تھا۔ کھانے میں جَو کی روٹی اور پانی، لبعض اوقات مہینوں ان کے چولہے میں آگ تک نہیں جلتی تھی۔ مسلمانوں کو بجا طور پر فخر ہے کہ محمدؐ اپنے جوتے خود گانٹھ لیا کرتے تھے، اور کپڑوں کو پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ اگر محمدؐ کا کردار بلندی پر فائز نہ ہوتا تو ان کی قوم ان کو اس طرح دل وجان سے نہ چاہتی۔ تئیس سال اس قوم سے ان کا واسطہ رہا۔ اس دوران فاقہ مستی اور مار پیٹ سے لے کر شدید جنگوں تک نوبت آئی۔ ان کی قوم نے قریب سے ان کا مشاہدہ کیا کوئی بات چھپی ہوئی نہ تھی۔ محمدؐ انہیں میں رہتے تھے اور انہیں کے سامنے روزمرہ کے کاروبار جوتے گانٹھنے سے لے کر سیاست دانی اور جنگ وجدال تک۔ یہاں تک کہ ہر رنگ میں لوگوں نے ان کو دیکھا۔ کسی شہنشاہ کی اتنی عزت نہیں ہوئی جتنی گدڑی میں لپٹے ہوئے اس شخص کی ہوئی۔ تئیس ۲۳ سالہ دورِ نبوت ایک ہیرو HERO کی تمام صفات اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ محمدؐ کا شراب کی حرمت کا اقدام مجھے بے حد پسند ہے وہ صحرائی پسماندہ معاشرے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر رہے تھے۔ ان کی شخصیت ایک کھلی کتاب تھی۔ غرور نام کو بھی نہ تھا لیکن (دنیا داروں کے سامنے) عاجزی اور فروتنی بھی نہ تھی۔ پیوند لگے کپڑوں میں وہ ایران ویونان کے بادشاہوں کو دوٹوک الفاظ میں مخاطب کرکے ان کو خبردار کرتے ہیں کہ ان کے کیا فرائض ہیں۔ قبائلی ماحول میں زندگی اور موت کی کشمکش کے دوران سخت اقدامات بھی کرنے پڑے لیکن یہاں بھی انسانی ہمدردی اور بلند اخلاقی نمایاں نظر آتی ہے۔"

بہشت، دوزخ اور قیامت کے بارے میں کارلائل لکھتا ہے کہ .....!

یہ دوزخ جنت اور قیامت آخر کیا سبق سکھاتے ہیں۔؟ یہی نا۔! کہ انسان کو اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں۔ انسان جو کام کرتا ہے فطرت اس کا ایک ریکارڈ رکھ رہی ہے اور ہر شخص کے نیک اور بد اعمال اپنے منطقی انجام کو پہنچیں گے۔ انسان اپنے اچھے اعمال کی بدولت اعلیٰ ترین مقام یعنی بہشت حاصل کرسکتا ہے اور اپنے گناہوں کی بدولت اسفل ترین مقام یعنی دوزخ میں بھی گر سکتا ہے۔ سزا وجزا کا یہ تصوّر صحرا کے اس سپوت میں آگ کی بھٹی کی طرح دہک رہا تھا اور بجلی کی طرح رگ وپے میں دوڑ رہا تھا۔ شدّت احساس

لاوے کی طرح ابلتی اور رک رک کر خود کو الفاظ میں ڈھالتی تھی۔ جنت اور دوزخ کا تصور اسی احساس کی ترجمانی کرتا ہے "خواہش کو محمدؐ نے بہشت کے قالب میں ڈھال لیا ہے لیکن یہ بہشت صرف نیک اعمال سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بارہ سو (اب سوا چودہ سو) سال سے یہ مذہب بنی نوع انسان کی آبادی کے پانچویں (اب چوتھے یعنی دنیا کی پانچ ارب کل آبادی میں ایک ارب بیس کروڑ مسلمان ہیں) حصے کے لئے مینارۂ نور بنا ہوا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس مذہب (اسلام) کو لوگوں نے دل و جان سے اپنا لیا ہے مسلمان اس میں صرف اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ اس کے احکام پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اب بھی رات کو قاہرہ کی گلیوں میں جب پہرے دار پکارتا ہے! کون ہے ....؟ تو جواب میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آتی ہے۔ اسلام کے مبلغ اب بھی جوش و خروش سے غیر ممالک میں تبلیغ کرنے جاتے ہیں۔ ان کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں، اور بدی سے منع کرتے ہیں۔

عربوں کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اندھیری رات کے بعد طلوع سحر کی مانند تھی صحراؤں میں بھٹکتے ہوئے گڈریے دنیا کی نظروں سے اوجھل تھے۔ اللہ نے ایک نبی ان میں بھیجا جس نے ان کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سوئی ہوئی بستی اچانک جاگ اٹھی جیسے بجلی کی کڑک نے ان کو اٹھایا ہو۔ دنیا کی نظریں ان کی طرف اٹھنے لگیں۔ ایک صدی گذری تھی کہ عرب ایک طرف گرینڈا کی دہلیز پر کھڑے تھے اور دوسری طرف دہلی کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے۔ اور آنے والی صدیوں میں عرب دنیا کے ایک بڑے حصے پر اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کی روشنی پھیلاتے رہے۔ یہ سب عقیدے کی پختگی کا کرشمہ ہے۔ اس عقیدے کی بدولت ایک قوم کی تاریخ کے باب روشن ہو گئے۔ کیا اس کی مثال یوں نہیں ......! کہ عرب کے صحراؤں کی ریت مردہ پڑی تھی اس پر ایک چنگاری گری اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ریت بارود بن گئی اور آسمان تک اس کی روشنی پہنچی۔ میں نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد یوں تھی جیسے آسمان سے بجلی گری ہو۔ عرب قوم ایک ایندھن کا ڈھیر تھا جو آگ لگتے ہی روشنی دینے لگا۔"

یہ جذبات وخیالات ہیں ایک عیسائی مُصنف کے ، یہ اقرار ہے دینِ اسلام کی حقانیت کا جس کی پاکیزہ و نورانی تعلیمات سے عالَم کا گوشہ گوشہ چمک اُٹھا۔ یہ اقرار ہے خدا کے لاڈلے رسول رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتوں، عظمتوں اور سچائیوں کا جس نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا اللہ جلّ جلالہ نے مسلمانوں کو ایک ایسا دین عطا فرمایا جس کی سچائی کا اقرار غیروں نے بھی کیا .... مگر افسوس صد افسوس کہ آج کا مسلمان اسلامی تعلیمات سے منہ موڑ کر ذلت ورسوائی کے اندھیرے گڑھوں میں گرتا چلا جارہا ہے ۔ کاش ...! آج کا مسلمان ، نام کا مسلمان ، زبان کا مسلمان ۔ عمل کا مسلمان بن جائے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کو عملاً اپنی زندگی میں لے آئے تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ بحال فرما دے۔ آمین ثم آمین ۔

امیرِ شریعتؒ نمبر

قارئین نقیبِ ختم نبوت کے لیے خوشخبری

• حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اکتیسویں یوم وفات کے حوالہ سے "ادارہ نقیب" **امیرِ شریعتؒ نمبر** شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اگست کا شمارہ مضامین و مقالات و منظومات اور حضرت امیرِ شریعتؒ کے اقوال واحوال کا مجموعہ ہوگا۔

• اراکین احرار، متعلقینِ امیرِ شریعتؒ اور مضامین نگار حضرات سے **اپیل** ہے کہ ۲۰ جولائی تک اپنی نگارشات مُدیر نقیب کے نام ارسال فرمائیں۔

والسلام

مدیر نقیب ختم نبوت ،

دارِ بنی ہاشم ، مہربان کالونی ملتان ۔ فون : ۴۲۸۱۳